

اسوۂ رسولؐ اور امت مسلمہ کی آزمائش

حافظ محمد ادریس

قرآن و سنت کے مطابق ایمان اور آزمائش آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ بندہ مومن کو خوشی اور غمی ہر حال میں اجر ملتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لیے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ اس کے لیے خیر ہے، اور اگر غم سے دوچار ہو اور اس پر صبر کرے تو یہ بھی اس کے لیے باعث خیر ہے۔ اللہ سے عافیت مانگنی چاہیے لیکن اگر آزمائش آجائے تو اللہ سے ہمت و استقامت کی دعا کرنی چاہیے۔ آج پوری امت کسی نہ کسی صورت میں ابتلا کا شکار ہے۔ ایسے حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حیات طیبہ بڑا سہارا فراہم کرتی ہیں۔

نبی رحمتؐ کو اللہ نے اپنی ساری مخلوق میں سب سے نمایاں اور اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا۔ جس قدر آپؐ کا مقام و مرتبہ بلند ہے، اسی قدر آپؐ پر شدید آزمائشیں بھی ڈالی گئیں۔ بعض اوقات ایک انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ اس پر مشکلات کی یلغار کیوں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حضور پاکؐ کی تعلیمات سے واقف ہو وہ ان مشکلات و مصائب کے ہجوم میں بھی اللہ سے رشتہ استوار رکھے گا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے گا۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْآنَبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ بِلَا شَيْءٍ تَمَامِ انْسَانٍ فِي سَبِّ سَبِّ زِيَادَةِ آتَمَائِهِمْ سَبِّ انْبِيَاءٍ كَمَا سَابَقَهُمْ يَتَمَّ آتَمَاءُ (مقام و مرتبہ میں) ان سے قریب تر ہوتے ہیں، ان کو آزمایا جاتا ہے۔ (تفسیر قرطبی المجلد السابع تفسیر آیت ۳، سورہ عنکبوت روایت حضرت ابوسعید خدریؓ بحوالہ سنن ابن ماجہ)

اسی حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے: "يُنْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى قَدَرِ دِينِهِ"، "ہر شخص کو اس کی دین کے ساتھ وابستگی کے مطابق امتلا میں ڈالا جاتا ہے۔" (ترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء)

اللہ کے تمام انبیاء کی زندگیاں اس حقیقت کو مکمل طور پر واضح گف کرتی ہیں کہ وہ بہت زیادہ آزمائشوں سے گزرے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال راہِ حق میں ماریں کھائیں، زخمی ہوئے، ستائے گئے اور استہزا کا نشانہ بنتے رہے۔ سیدنا ابراہیمؑ خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا، گھریار سے نکالا گیا، بیٹے کی قربانی کے امتحان سے آزمایا گیا اور اس سے بھی قبل نوجوان بیوی سیدہ ہاجرہؑ اور آنکھوں کے تارے، شیر خوار بیٹے اسماعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں تنہا چھوڑنے کا حکم ملا جس کی بلاچون و چرا اطاعت کی گئی۔ سیدنا یعقوبؑ و یوسفؑ کی زندگیوں میں بھی سخت آزمائشوں کا طویل دور قرآن کے صفحات کی زینت ہے۔ اللہ کے صابر نبی حضرت ایوبؑ کی آزمائشیں ہمہ جہت و ہمہ پہلو تھیں۔ جسمانی امراض و تکالیف سے لے کر اہل و عیال کی جدائی و فراق اور نہ معلوم کیا کچھ برداشت کرنا پڑا۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کے احوال پڑھ کر روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھیں بے ساختہ بھیگ جاتی ہیں۔ وقت کے ظالم حکمرانوں نے ان کو بدترین مظالم کا نشانہ بنایا مگر ان عظیم ہستیوں کی عزیمت قابلِ داد و تحسین ہے کہ اللہ کے در سے ذرہ برابر ادھر ادھر نہ ہوئے۔

حضرت یحییٰ (یوحنا) علیہ السلام نے جب (بنی اسرائیل کی) ان بد اخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیہ کے فرماں روا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھیں، تو پہلے وہ قید کیے گئے، پھر بادشاہ نے اپنی معشوقہ کی فرمائش پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سر قلم کر کے ایک تھال میں رکھ کر اس کی نذر کر دیا (مرقس، باب ۶، آیت ۱۷-۲۹)۔ حضرت عیسیٰؑ پر بنی اسرائیل کے علما اور سردارانِ قوم کا غصہ بھڑکا، کیوں کہ وہ انھیں ان کے گناہوں اور ان کی ریاکاریوں پر ٹوکتے تھے اور ایمان و راستی کی تلقین کرتے تھے۔ اس تصور پر ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا، رومی عدالت سے ان کے قتل کا فیصلہ حاصل کیا گیا اور جب رومی حاکم پیلاطس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمھاری خاطر یسوع اور برابا ڈاکو، دونوں میں سے کس کو رہا کروں، تو ان کے

پورے مجمع نے بالاتفاق پکار کر کہا کہ بربا کو چھوڑ دے اور یسوع کو پھانسی پر لٹکا۔ (متی، باب ۲۷۔ آیت ۲۰ تا ۲۶) (بحوالہ تفہیم القرآن، جلد اول، ص ۸۱-۸۲)

حضور اکرمؐ پر تو اول تا آخر آزمائشوں کی یلغار اور غم و اندوہ کی بھرمار نظر آتی ہے۔ آپؐ کے ہر امتی کو مشکل گھڑی میں اپنے نبی مہربانؐ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنی چاہیے۔ آپؐ رحم مادر میں تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ نہ باپ نے اپنے عظیم بیٹے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، نہ عظیم بیٹے نے باپ کی آغوش شفقت کا لطف اٹھایا۔ ماں نے مامتا کی مثالی محبت دی اور اس درِ یتیم کو بڑی توجہ اور پیار سے پالا پوسا۔ بیچ میں شیر خوارگی اور ابتدائی بچپن کا دور حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر بنو سعد میں گزرا۔ واپس آتے تو ماں کی آنکھوں کا یہ نور، جوانی میں بیوہ ہو جانے والی سیدہ آمنہ کے غم زدہ دل پر مرہم رکھ دیتا۔ ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ مدینہ و مکہ کے درمیان مقام ابواپر حالت سفر میں محبوب کبریاءؐ، ماں کی مامتا کی نعمتِ عظمیٰ سے بھی محروم ہو گئے۔ یہ مالک ارض و سما کی مشیت تھی۔ غم کی ان گھڑیوں میں آپؐ کی خادمہ ام ایمن نے ننھے درِ یتیم کو مامتا کا بدل عطا کیا جو خود ان کے لیے ایک عظیم ترین تاریخی اعزاز اور اللہ کے ہاں بے مثال درجات کا ذریعہ بنا۔

سردار قریش، بزرگ سردار قبیلہ، عبدالمطلب جو اپنے پوتے کی سانس کے ساتھ سانس لیتے تھے، محبوب بیٹے کے بعد پیاری بہو کے اچانک وفات پا جانے پر اس دُہرے غم سے دوچار ہوئے تو لختِ جگر محمد و احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور بھی اپنے سے قریب کر لیا۔ بوڑھا سردار مجلسوں کی صدارت بھی کرتا، قومی و قبائلی امور و معاملات میں فرائض منصبی پر بھی توجہ دیتا مگر ہر چیز سے زیادہ اب اس کے نزدیک یہ گلِ نو بہار عزیز تر تھا۔ اس کی صبحیں بھی اسی کے دم قدم سے روشن تھیں اور اس کی راتوں کا سکون بھی اسی روشن چراغ سے وابستہ تھا۔ دو سال یوں بیتے کہ دادا نے اپنے بے مثل پوتے کو شفقتِ پدری بھی دی اور ماں کی مامتا کی کمی بھی محسوس نہ ہونے دی۔ دو سال کا وقت جیسے پلک جھپکنے میں بیت گیا۔ اللہ نے اب دونوں پیاروں کے درمیان پھر سے جدائی کا فیصلہ کر لیا۔ آٹھ سال کی عمر میں یہ شجر سایہ دار بھی سر سے اٹھ گیا۔ غم کے پہاڑ تھے اور صدمات کے ریگ زار مگر جسے خالق نے سید الانبیاء و قائد انسانیت بنانے کا روزِ اول ہی سے فیصلہ فرما دیا تھا، اس کا قلبِ نازک ان بھاری صدمات کو بھی سہ گیا۔ عبدالمطلب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اور

محمد بن عبد اللہ کے شفیق چچا اپنے خانوادے کے اس درنا یا ب کی دل جوئی میں لگ گئے۔ سبھی چچا غم گسار تھے مگر زیر اور ابوطالب نے تو تاریخ میں وہ مثال قائم کر دی جس کی نظیر نہ اس سے قبل انسانی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ اس کو بعد کی تاریخ میں دہرانا کسی کے بس میں ہے۔ یوں بچپن جوانی میں ڈھل گیا، پاکیزہ جوانی، طیب و تقدس مآب شب و روز، ہر آلائش سے پاک، ہر خوبی سے مزین! خنزف ریزوں کے درمیان چمکتا ہوا ہیرا، ہر شخص کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا قیمتی موتی! محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!!

جوانی میں اللہ نے قدرے سکون و خوش حالی بخشی۔ تجارت خوب چمکی۔ مکہ کی سب سے معزز، زیرک اور مال دار خاتون حضرت خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ تجارتی کاروبار میں شراکت کا تجربہ طرفین کے لیے انتہائی خوش گوار ثابت ہوا۔ اس منفرد تجربے نے اس عظیم خاتون کو اتنا متاثر کیا کہ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مکہ کا یہ انمول ہیرا اس کے نصیب میں آجائے۔ خود حسن کائنات نے بھی حضرت خدیجہ کی بے پناہ خوبیوں کو قریب سے دیکھ لیا تھا۔ یوں اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مثالی جوڑا ترتیب دے دیا۔ مکہ کی مال دار بیوہ، زندگی کے ۴۰ سال گزار چکی تھیں، جب کہ آفتاب رشد و ہدایت ۲۵ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ یہ مثالی جوڑا تھا جس کی مثال تاریخ انسانی میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اللہ نے دو بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔ یہ اس کا عظیم عطیہ تھا۔ دونوں بیٹے قاسم اور عبد اللہ المعروف طیب اور طاہر یکے بعد دیگرے بالکل ابتدائی عمر ہی میں اللہ نے واپس لے لیے۔ حضرت قاسم ہی کی نسبت سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ اللہ نے انھیں جنت میں اپنے گل دستے کی زینت بنالیا اور اپنے محبوب کو پھر درد و فراق کی مشکل گھاٹی سے گزارا۔ وہ حکیم ہے، وہ قادر مطلق ہے۔ اس کے برگزیدہ بندے نے صبر و رضا کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیا کہ یہی اس کے شایان شان تھا۔

قاسم اور عبد اللہ تو جوانی کا پھل تھے۔ بڑھاپے میں اللہ نے ایک اور بیٹھا میوہ عطا فرمایا۔ چاند سا بیٹا، جد امجد کے اسم گرامی پر 'ابراہیم' نام رکھا۔ دودھ پیتا ابراہیم سید کونین کی آنکھوں کا تارا، دل کا قرار اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھا۔ اچانک بیماری نے آلیا۔ جنت کا پھول اپنے بے بدل باپ کی آغوش میں ہے، فرشۂ اجل اپنا فرض ادا کرنے کے لیے آگیا ہے۔ وہ بے چارہ تو حکم کا پابند

ہے! ابراہیم آخری سانس لیتا ہے، اس کائنات کا سب سے بڑا انسان اس لمحے غم کے پہاڑ کے سامنے کھڑا ہے۔ تقاضائے فطرت ہے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے ہیں۔ سعد بن عبادہؓ (سر دار خزرج) دیکھ کر عرض کرتے ہیں: ”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ بھی رو رہے ہیں؟“ فرمایا: کہ دل زخمی ہے، آنکھیں اشک بار ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں۔ ہماری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلے گا جو رب کا نکتہ کو ناپسند ہو، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چاروں بیٹیوں میں سے رقیہؓ، ام کلثومؓ اور زینبؓ بنات محمدؐ ایک کر کے آپؐ کی زندگی ہی میں آخرت کو سدھار گئیں۔ صرف فاطمہؓ الزہرا بعد تک زندہ رہیں۔ ان کے متعلق بھی سیدہ عائشہؓ صدیقہ کی ایک روایت ہے کہ مرض الموت میں فاطمہؓ آنحضورؐ کے پاس بیٹھی تھیں، میں گھر کے کام کاج میں مصروف تھی۔ میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ بے ساختہ زار و قطار رونے لگی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد، میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ مسکرا رہی ہیں۔ میں نے بعد میں فاطمہؓ سے اس صورت حال کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ ”امی جان! بابا جان نے مجھ سے فرمایا کہ ان کے کوچ کا وقت آ گیا ہے تو میں فرط غم سے رونے لگی، مگر اس کے بعد انھوں نے فرمایا: ”لَحْتَ جگر! میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آکر ملو گی“۔ تو میں خوشی سے مسکرا دی۔“ (امام البیہقی، دلائل النبوة، ج ۷، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ، ص ۱۲۱-۱۲۲)

سیدہ خواتین جنت آں حضورؐ کے وصال کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور پھر اپنے عظیم والد کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئیں۔ یہ ہے حاصل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی زندگی اور عائلی احوال کی ایک جھلک۔ ہمارے لیے یہ اسوۂ حسنہ ہے۔ غم کے پہاڑ آجائیں تو اس عظیم شخصیت اور قائد انسانیت کی طرف دیکھیے۔ دل کو قرا مل جائے گا۔ صبر کیجیے، اللہ نعمتوں سے نوازے گا۔ وہی غموں کا مداوا کر سکتا ہے۔

حضور نبی پاکؐ کی بے شمار دعائیں ہیں جو غموں کے جھوم سے نجات کے لیے آپؐ نے سکھائیں۔ یہاں حدیث پاک سے ایک مسنون دعا نقل کی جاتی ہے جو آپؐ نے اپنے صحابی حضرت ابوامامہ انصاریؓ کو سکھائی تھی اور اللہ نے ان کو غموں اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمادی۔ ہمارے لیے بھی یہ دعا نسخہ شفا اور دوا ہے مرض ہے بشرطیکہ ہم پورے یقین کے ساتھ اللہ سے

ان الفاظ میں طلب کریں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک انصاری صحابی کو (جن کا نام ابوامامہؓ تھا) آپ نے مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ تم اس وقت، جب کہ کسی نماز کا وقت نہیں ہے مسجد میں بیٹھے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: حضرت! مجھ پر بہت سے قرضوں کا بوجھ ہے اور فکروں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں ایسا دعائیہ کلمہ نہ بتا دوں جس کے ذریعہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں ساری فکروں سے نجات دے دے اور تمہارے قرضے بھی ادا کرادے؟ (ابوامامہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتادیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: تم صبح و شام اللہ کے حضور میں عرض کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُبُکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبُکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے اور بے کسی سے، اور سستی و کاہلی سے، اور بزدلی و کنجوسی سے، اور پناہ مانگتا ہوں قرضے کے بار کے غالب آجانے سے اور لوگوں کے دباؤ سے)۔ ابوامامہ نے بیان کیا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کیا (اور اس دعا کو اپنا صبح و شام کا معمول بنالیا) تو خدا کے فضل سے میری ساری فکریں ختم ہو گئیں اور میرا قرض بھی ادا ہو گیا۔ (سنن ابوداؤد)

یہ مجرب اور آزمودہ نسخے ہیں، تیر بہدف ہیں مگر جس رسول رحمتؐ نے ہمیں یہ بتائے اس سے حقیقی محبت اور اس پر پختہ ایمان اور جس ذات سبحانہ و تعالیٰ سے ہم طلب کرتے ہیں اس کی مکمل بندگی اور وفاداری کا اہتمام شرط قبولیت ہے۔ آئیے آج سچے دل سے عہد کریں کہ باری تعالیٰ اور اس کے رسول برحقؐ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے اور ان کی قائم کردہ تمام حدوں کا ہر حال میں احترام کریں گے۔ اللہ رب العزت ہر مشکل کو آسان بنا دے گا اور ہر اٹھلا کو آخروی کامیابی کا ذریعہ بنا دے گا۔